پیدائشِ مسیح، قرآنِ شریف اور اناجیل کے مطابق

از مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

مسیح کی پیدائش اور مسلمان

اس دورِ عقل اور دانش میں جبکہ ہر بات کو اس کی افادی حیثیت سے پرکھا جاتا ہے جناب مسیحؑ کی پیدائش کو فضیلت کی بات قرار دینا یا سمجھنا تعجب کی بات ہے۔ ایک شخص بغیر باپ کے پیدا ہوا تھا، پانی پر چلتا تھا، ہوا میں اڑتا تھا، آگ میں سَیر کرتا تھا، جِن بھوت نکالتا تھا، کوئی مردہ زندہ کر دیتا تھا، عصا کا سانپ بنا دیتا تھا، مینڈک، مچھر اور جوئیں مٹی سے بنا دیتا تھا۔ یہ ساری باتیں اول تو تحقیق طلب ہوں اور ان کے لئے دلائل کی ضرورت ہے۔ فرض کرو ایسا ہوا تھا مگر اس سے نسلِ انسانی کو کیا فائدہ پہنچا؟ ہمیں کیا تعلیم ملی یا ہماری عملی زندگی میں ان سے ہمیں کیا نفع پہنچا؟ اگر ہم اِن معجزات کا اقرار کریں تو کیا فائدہ؟ اور اگر انکار کر دیں اور ان کی تاویل کر دکھائیں تو کیا نقصان؟ ہماری اسلامی اصطلاح میں انہیں متشابہات کہا جاتا ہے اور شروع سے لیکر علماء نے ان کی متعدد تاویلیں کی ہیں۔ امریکہ جیسے ملک میں ان باتوں کو اہم سمجھنا اور کسی کی فضیلت کی دلیل بنانا بھی حیرت کی بات ہے۔

مسیح کی پیدائش کے متعلق مسلمانوں میں اسی طرح اختلاف ہے جیسا موجودہ دَور میں محقق علماء اور عام پادریوں میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ یہ مانتے ہیں کہ ان کا باپ نہیں تھا، وہ بھی مسلمان ہیں۔ اور بعض کی تحقیقات یہ ہے کہ ان کا باپ تھا، وہ بھی مسلمان ہیں۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیثِ رسولؐ میں کوئی ایسا صاف اور واضح ثبوت

نہیں کہ ایک مسلمان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا شدہ مانے، ورنہ وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

جو لوگ مسیح کو باباپ مانتے ہیں اور وہ جو بغیر باپ کے مانتے ہیں دونوں کے دلائل سننے کے بعد ایک انسان بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس کے بارہ میں اسے کیا عقیدہ رکھنا چاہئے۔ غلط فہمی کی بناء اس پر ہے کہ اسلام سے پیشتر عیسائی لوگ بالاتفاق تو نہیں مگر زیادہ تر یہی ماننے لگے تھے کہ مسیح بغیر باپ پیدا ہوئے تھے۔ اس عقیدہ کا اثر مسلمانوں پر پڑنا کوئی تعجب کی بات نہیں تاہم عیسائیوں کی اس دلیل کو کہ چونکہ مسیح بغیر باپ پیدا ہوئے تھے۔ لہذا وہ خدا کا بیٹا تھے مسلمانوں نے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ کسی کا پیدا ہونا بذاتِ خود اس امر کی دلیل اور ثبوت ہے کہ وہ خدا نہیں اور پھر ایک عورت کے پیٹ میں خدا کا حمل میں ظہور، ماں کے خون سے پرورش پانا اور ایسے طریق سے دنیا میں آنا کہ جس کا ذکر مہذب سوسائٹی میں اچھا نہیں سمجھا جاتا، یہ خدا کی شان کے خلاف ہے۔ مسیح حوائج بشری سے پاک نہ تھا، کھاتا پیتا تھا۔ نہیں نہیں، اس کے بعد اسلام کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی گمراہی نہیں کہ ایک ایسے عاجز انسان کو خدا کا بیٹا یا اس کا شریک مان لیا جائے۔

نبی دنیا میں لوگوں کی اخلاقی اور روحانی اصلاح کے لئے آتا تھا۔ اس کا اصل منصب دنیا میں یہی ہے۔ معجزات دکھانا، بالخصوص ایسے معجزات دکھانا جن کو دیکھ کر لوگ حیران تو ہو جائیں مگر ان کی تعلیم پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا نہ ہو، یہ ان کا اصل کام نہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی زمانہ میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ بادشاہ نے اسے دربار میں طلب کیا اور اس سے یہ معجزہ طلب کیا کہ ایک صندوق جس کی کلید گم تھی اس کے سامنے رکھ دیا

کہ اسے کھول کر دکھاؤ۔ اس نے برجستہ جواب دیا حضور میں نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، لوہار ہونے کا نہیں کیا۔ کسی نبی کیلیئے معجزات دکھانا ضروری نہیں۔ ہماری سرکار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس قِسم کے معجزات کا قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں اور نہ کسی ایسے معجزہ کو دلیل صداقت و نبوّت قرار دیا ہے۔ آپ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے جس کی نظیر لانے سے دنیا تا قیامت قاصر ہے۔

پیدائش مسیح اور عقل سلیم

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جناب مسیح کی پیدائش کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ اور قرآن مجید کی آیات سے ہی دونوں فریق استدلال کرتے ہیں۔ ایسے اختلافات میں عقل سلیم کا فتوےٰ یہ ہے کہ جس قدر کوئی امر خلاف معمول اور مافوق العقل ہو اس کے لئے اتنی ہی زبردست دلیل اور کثرت شہادت کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی معمولی دلیل یا اشتباہ لفظی سے وہ بات ہر گز ثابت نہ ہو گی۔ ایک شخص بیان کرتا ہے میں نے دیکھا زید کے سر پر چڑیا بیٹھی تھی، اس سے دلیل اور گواہ طلب کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ امر خلافِ عقل نہیں۔ لیکن اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ زید ہاتھی سر پر اٹھائے جا رہا تھا تو دلیل اور گواہ کی ضرورت ہو گی مگر یہ امر بھی ناممکن نہیں۔ اس سے بڑھ کر اگر کوئی یہ کہے کہ زید نے اپنے سر پر شہر لاہور اٹھایا ہوا تھا تو یہ امر ہر گز قابل تسلیم نہیں۔ اگر ایسی بات کلامِ الٰہی میں لکھی ہوئی ہو تو وہ قابل تاویل ہو گی، نہ قابل تسلیم، کیونکہ کلام الٰہی کو اللہ تعالیٰ نے کفار کے سامنے پیش کیا تو ان سے عقل کی بناء پر پرکھنے اور قبول کرنے کا مطالعہ کیا۔ جن لوگوں نے اس کے بارہ میں عقل سے کام نہ لیا، انہیں بہرے اور گونگے اور کم عقل قرار دیا اور قیامت کے دن ان کی طرف سے یہ

عذر بھی بطور پیش خبری بتادیا: وَقَالُوۡا لَوۡ كُنَّا نَسۡمَعُ اَوۡ نَعۡقِلُ مَا كُنَّا فِىۡۤ اَصۡحٰبِ السَّعِيۡرِ (67:10) ''اگر ہم سنتے اور سمجھتے یا عقل سے کام لیتے تو آج جہنم میں نہ ڈالے جاتے''۔

بات سننا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا، یہ اصول دین سے ہے۔ جو لوگ جناب مسیح کی بے باپ پیدائش کے قائل ہیں ان کی سب سے پہلی دلیل یہی ہے: اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ۔ اللہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت پر حد بندی لگانے کی ضرورت نہیں لیکن سوال قدرت کا نہیں بلکہ امر واقع کا ہے کہ ایسا امر وقوع میں آیا یا نہیں آیا۔ ہندو کہتے ہیں ہنومان جی نے پہاڑ اپنے بازو پر اُٹھالیا۔ یہاں ہم یہ نہیں کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اتنی قوت دے سکتا ہے یا نہیں، بلکہ امر واقعہ کا سوال ہوگا کہ ایسا ہوا یا نہیں۔ اس ذیل میں صدہا باتیں آسکتی ہیں جو لوگ اپنے بزرگوں کی کرامات کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ ایسی تمام باتوں کیلئے بڑی زبردست دلیل اور شہادت کی ضرورت ہوتی ہے۔

دلیل دینا اسی کے ذمہ ہے جو ایک غیر معمولی امر اور خلاف مشاہدہ دعویٰ کرتا ہے

ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ اور ساری دنیا کی ناقابل انکار کثرتِ شہادت اس امر پر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل میں یہی قانون اللہ تعالیٰ نے جاری کیا ہے کہ ماں اور باپ دونوں سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے خلاف جو شخص دعوے کرتا ہے کہ فلاں شخص بغیر باپ کے پیدا ہوا ہے اسے ایسی کثرتِ شہادت لانی چاہیئے جس کا انکار نہ ہوسکے۔ روزانہ معمول کے مطابق جو کام ہوتے ہیں اور ہمارے مشاہدہ میں آتے ہیں ان کے بارہ میں دلیل لانے کی ضرورت نہیں مگر جو شخص خلاف واقعہ کوئی بات کہتا ہے گواہ لانا اسی کے ذمہ ہوتا ہے۔ اس

خاص معاملہ میں کثرتِ شہادت ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ سواء والدہ کے کوئی شخص نہیں جان سکتا کہ اس کا بیٹا مس بشر سے پاک ہے یا نہیں ہے۔جناب مسیحؑ نے اپنے دنیا میں آنے کا جو طریق اختیار کیا اس میں شہادت کا ہونا ناگزیر ہے ورنہ ایسی صورت بھی ہو سکتی تھی کہ مسیح کا بے باپ پیدا ہونا دنیا دیکھ لیتی مگر خدا کی قدرت نے جو راستہ اختیار کیا اس نے یقین کی بجائے شبہات پیدا کر دے ئے۔

ایک لطیفہ :۔ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم ایک مرتبہ پاگل خانہ دیکھنے گئے۔وہاں ان سے ایک پاگل نے سوال کیا ڈاکٹر صاحب اگر اللہ میاں انسان کی تیسری آنکھ پیدا کرتا تو اُسے کہاں لگاتا؟ ڈاکٹر صاحب نے کچھ سوچ کر بتایا کہ سر کے پچھلی طرف تا کہ انسان پیٹھ کی طرف بھی دیکھ سکتا۔پاگل نے کہا واہ ڈاکٹر صاحب آپ بھی کورے فلاسفر ہیں بغیر عقل کے، صرف پیچھے دیکھنا ہی کافی نہیں اگر وہ تیسری آنکھ انگوٹھے پر لگا دیتا تو کیسے رہتی؟ آپ آسانی سے اوپر کی طرف ، پیچھے کو، دائیں بائیں ، یہاں تک کہ حلق کے اندر کان،ناک سب میں دیکھ سکتے۔ڈاکٹر کو اپنا آلہ لگانے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

اللہ میاں کو ضروری اگر یہ قدرت نمائی کرنی تھی کہ بغیر مرد کے بچہ پیدا کر سکتا ہے تو ایک عورت کو حاملہ کرکے دکھایا بھی تو کیا؟ وہ کسی مرد میں یا کسی عورت کے انگوٹھے پر یہ معجزہ دکھا سکتا تھا تا کہ اسے دنیا دیکھتی اور گواہی دیتی تا مسیح اور مریم دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہوتے۔کسی عورت میں بغیر مرد بچہ پیدا ہونے میں تو صرف ایک عورت کی گواہی ہو سکتی ہے اور وہ بھی اکیلی عورت کی گواہی جس کے ساتھ اس کا خاوند بھی سفر و حضر میں ساتھ رہتا تھا۔کیا کوئی دنیا کا عقل مند پادری اس عقدہ کو حل کر سکتا ہے کہ اگر جناب

مسیح نے بغیر باپ کے پیدا ہو کر خدا کا بیٹا کہلانا تھا تو حضرت مریمؑ کی نسبت یوسف نجار کے ساتھ ہونے میں خدا کی کیا حکمت تھی؟ اسی نسبت نے تو سارے معجزہ پر پانی ڈال دیا ہے اور اسے بے حد مشکوک کر دیا ہے۔

جناب مسیح کی پیدائش میں حضرت آدمؑ سے مشابہت

ان لوگوں کے نزدیک جو جناب مسیح کی پیدائش بغیر باپ کے مانتے ہیں ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ (3:59) ''عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی مثال کی مانند ہے، اس نے اسے مٹی سے پیدا کیا پھر اسے کہا 'ہو جا' پس وہ ہو جاتا ہے''۔ ظاہر ہے کہ آدم کی عیسیٰ سے مثال طریق پیدائش میں نہیں کیونکہ جیسے آدم کی پیدائش ہوئی ویسے مسیح کی پیدائش نہیں ہوئی جیساکہ مولوی لوگ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مٹی گوندھنے اور بُت گھڑنے کا حکم دیا اور انہوں نے آدم کا کئی فٹ کا ایک بت بنا کر کھڑا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں پھونک ماری اور نفخ روح کر کے اسے جیتی جان بنا دیا۔آدم کی نہ کوئی ماں تھی نہ باپ تھا، مگر یہاں مسیح کی ماں موجود ہے، مٹی کا بت بنانے کی ضرورت نہیں اور پھر ماں کے پیٹ میں خفیہ وہ سب کام ہوتا ہے جو دوسری عورتوں کے ہوتا ہے اور 9 ماہ تک ماں کے خون سے اس کی پرورش ہوتی ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ مریم علیہا السلام نے مسیح کو اسی طرح حمل میں لیا جیسے دوسری عورتیں حمل میں لیتی ہیں یا نہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔فَحَمَلَتۡہُ فَانۡتَبَذَتۡ بِہٖ مَکَانًا قَصِیًّا (19:22) ''پھر (مریم) نے اسے (مسیح کو) حمل میں لیا اور اس کے ساتھ الگ ہو کر دور کے مکان میں چلی گئی''۔ دنیا کی کسی دوسری

عورت کے متعلق اگر یہ الفاظ فَحَمَلَتۡہُ استعمال ہوں گے تو اس کے یہی معنی ہوں گے کہ وہ قدرتی طور پر حاملہ ہوئی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے خود اپنی قدرت سے حاملہ کر دیا تو الفاظ یوں ہونے چاہئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حاملہ بنا دیا۔ فَحَمَلَتۡہُ اور فَانۡتَبَذَتۡ دونوں کی فاعل مریم ہے۔ اس نے اسے حمل میں لیا اور وہ اسے لیکر دور چلی گئی۔ مولویوں کا یہ کہنا کہ وہ فوراً حاملہ ہوئی اور وضع حمل ہو کر اسی وقت مسیح نبی بنا دیئے گئے۔ اس کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے جو آپؐ نے وفد نجران سے بحث کرتے ہوئے مسیح کی بشریت پر دلیل دیتے ہوئے فرمایا:

اَلَسۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ عِیۡسیٰ حَمَلَتۡہُ اِمۡرَئَۃٌ کَمَا تَحۡمِلُ الۡمَرۡئَۃُ

"کیا تم نہیں جانتے کہ عیسیٰ کو عورت نے حمل میں لیا جیسے ایک عورت حمل میں لیتی ہے۔"

کیا پاک اور لطیف اشارہ ہے جس میں خُلقِ عظیم کے مالک نبی کریمؐ نے مسیح کی پیدائش کے متعلق سب کچھ بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کو ایسے ہی پیدا کیا جیسے ہر بنی آدم پیدا ہوتا ہے اور ایک دوسری روایت میں حضرت ابنِ عباس کا قول ہے یہ حمل بھی 9 ماہ رہا اور حضرت وہب کا قول ہے: ان مریم لما حملت کان معھا ابن عم لھا یسمی یوسف النجار، "جب مریم حاملہ ہوئیں تو ان کے ساتھ ان کے چچا کا بیٹا یوسف نجار تھا"[1]۔ یہی وہ

[1] حاشیہ از مرتب: حضرت ابنِ عباس کے قول کے لئے دیکھیں تفسیر روح المعانی، شائع کردہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، بیروت، جلد 16، صفحہ 79، تحت سورۃ مریم، آیت 21۔ اصل عبارت ہے: وکذا اختلفوا فی مدۃ حملھا ففی روایۃ عن ابن عباس أنھا تسعۃ أشھر، یعنی "اس (مریم) کی مدتِ حمل میں اختلاف ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ 9 ماہ تھی"۔ اور حضرت وہب کے قول کے لئے دیکھیں یہی کتاب، صفحہ 80، تحت سورۃ مریم، آیت 22۔

شخص تھا جسے انجیل میں یہودی، مریم اور خدا کا فرشتہ، سب مریم کا شوہر بتاتے ہیں۔

مسیحؑ مٹی سے پیدا ہوئے

کہا یہ جاتا ہے کہ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ جو قرآن مجید کے الفاظ ہیں اُن سے ثابت ہے کہ وہ آدم کی طرح مٹی سے بنائے گئے۔ یہ نہایت ہی بودی اور پھسپھسی دلیل ہے۔ قرآن مجید نے ہر انسان کو مٹی ہی سے پیدا کیا ہے فرمایا:

1. اَکَفَرۡتَ بِالَّذِیۡ خَلَقَکَ مِنۡ تُرَابٍ (18:37) ، ''کیا تو اس کا منکر ہے جس نے تجھے پیدا کیا مٹی سے۔''
2. فَاِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ (22:5)، ''ہم نے تم سب کو مٹی سے پیدا کیا۔''
3. وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ (30:20) ، ''اور اسکی ہستی کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ اس نے تم سب کو مٹی سے بنایا۔''
4. ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ (40:67)، ''وہی خدا ہے جس نے تم سب کو مٹی سے بنایا۔''

یہ ایک پیدائش کا عام اصول ہے جسے اللہ تعالیٰ بار بار بیان فرماتا ہے۔

ہر شخص مرد و عورت دونوں سے بنا ہے

یہ ایک اور اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون ہے کہ ہر شخص حضرت آدم علیہ السلام کے بعد مرد اور عورت دونوں سے پیدا ہوتا ہے۔ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّ اُنۡثٰی

(49:13) ، "اے لوگو: ہم نے تم سب کو مرد اور عورت سے پیدا کیا"۔ اس اصول میں کسی بنی آدم کی استثناء نہیں یہاں تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نہیں۔ آپؐ کے بھی ماں باپ دونوں تھے۔ پھر فرمایا: اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ (76:2)، "ہم نے ہر انسان ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا۔" ایک اور جگہ فرمایا: فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾ يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَ التَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾ (86:5-7)، "انسان اس چیز پر غور کرے وہ کس چیز سے پیدا ہوا ہے، وہ ایک ہی، مرتبہ گرائے ہوئے، پانی پیدا ہوا ہے جو پیٹھ اور پسلیوں کے بیچ میں سے نکلتا ہے"۔ ایک اور مقام پر صریحاً فرمایا: وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوۡجَيۡنِ الذَّكَرَ وَ الۡاُنۡثٰى ۙ﴿۴۵﴾ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اِذَا تُمۡنٰى ﴿۴۶﴾ (53:45-46) یعنی خلقت انسان کے متعلق یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ "اس نے جوڑے جوڑے مرد اور عورت بنائے ہیں، نطفہ سے جب اس کا اندازہ کیا جاتا ہے"۔ اَيَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ يُّتۡرَكَ سُدًى ؕ﴿۳۶﴾ اَلَمۡ يَكُ نُطۡفَةً مِّنۡ مَّنِيٍّ يُّمۡنٰى ۙ﴿۳۷﴾ (75:36-37)، "کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ بیکار چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ منی کی ایک بوند نہ تھا جو ڈالی جاتی ہے یا اندازہ کی جاتی ہے"۔

پھر عیسائیوں کو مخاطب کر کے فرمایا: اَنّٰى يَكُوۡنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ صَاحِبَةٌ (6:102)، یعنی بیٹا کبھی تنہا باپ سے نہیں پیدا ہوتا، جس نوع سے باپ ہے اسی نوع سے اس کی بیوی تجویز کرو۔ خدا باپ، ماں انسان، دونوں سے بیٹا خدا کیسے پیدا ہو گا؟ وہ ایک اور ہی تیسری جنس پیدا ہو گی۔ اسی طرح صرف ماں سے پیدا ہو کر انسان نہیں بن سکتا کیونکہ خدا تعالٰی کا اپنا بنایا قانون ٹوٹتا ہے: وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحۡوِيۡلًا (35:43)، "خدا کی سنت کہیں تبدیل ہوتی نہ پاؤ گے"۔ اگر یہ سنت تبدیل ہو جائے تو اس کی خصوصیت صرف مریم

سے مخصوص نہ ہو گی۔اب اگرایک عورت جسے حمل ہو جائےاوروہ کنواری ہو یہ عذر پیش کردے کہ میں روح القدس سے حاملہ ہوئی ہوں توکیا مولوی اور پادری اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں کہ واقعی وہ سچ کہتی ہے ؟اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ،اللہ جہاں اپنا قانون بناتا ہے وہاں توڑ کر بھی دکھتاہے ؟ خدا کاایک قانون ہے ،درختوں میں بھی نرومادہ ہیں۔ایک مرتبہ رسول اللہ صلعم نے کھجوروں کوملانے سے منع کردیا۔نتیجہ یہ ہواکہ کھجوریں نہ پیداہوئیں۔آپ پاس شکایت پہنچی توفرمایا: أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ ، ''تمھیں ان دنیا کی باتوں کازیادہ تجربہ ہے''[2]، ملادیاکرو۔

کنواری کا بیٹا کوئی معجزہ اورنشان نہیں

اس لئے کہ اس میں مشاہدہ اور علم صرف ایک عورت کاہو سکتاہے اور معجزہ وہ ہوتاہے جسے کثرت سے لوگ دیکھیں اوران کے اندر ایمان پیداہو۔مگر یہاں جو عورت مشاہدہ کرتی ہے وہ پہلے سے ہی مومنہ ہے۔جولوگ اللہ تعالیٰ کے یاخدا کی قدرت کے منکر تھے وہ اس معجزہ کودیکھ نہ سکتے تھے۔سنی سنائی خبر حجت نہیں ہوتی اورنہ مفید یقین۔اگرجناب مریم کنواری تھیں اوراورخداتعالیٰ کو یہ معجزہ دکھانامنظور تھاکہ ان کے ہاں بغیر خاوند کے بیٹاپیداہو جائے تویوسف کے ساتھ منگنی اوراس کے ساتھ اس کارہنا جوایک امرواقعہ ہے اس معجزہ کو مشکوک قرار دیتاہے۔

کہایہ جاتاہے کہ پہلے سے خدانے بائبل میں یہ پیشگوئی کررکھی تھی کہ ''ایک کنواری حاملہ ہوگی اوربیٹاجنے گی''۔اب اگر یہ صحیح ہے تو بمطابق اناجیل مریم کی منگنی یوسف کے

[2]حاشیہ ازمرتب: صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب 38، حدیث 2363۔

ساتھ کیوں ہوئی؟ اگر خدا کا فرشتہ جیسا کہ وہ دونوں کی نسبت کے بعد اُترا، اور اسے مریم کو طلاق دینے سے روکا، منگنی سے پہلے نازل ہوتا اور کہہ دیتا کہ مریم سے نسبت مت کرو، خدا اس سے بغیر مرد کے بیٹا پیدا کر کے دکھانا چاہتا ہے اور ہمارا پہلے سے یہ فیصلہ ہے کہ کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ مگر خدا تعالیٰ نے خاموش رہ کر اور یوسف نے منگنی کر کے اور مریم کو اپنے گھر میں رکھ کر سارے معجزہ کو مشتبہ کر دیا۔ (”کنواری حاملہ ہوگی، اور بیٹا جنے گی“۔ اس پیشگوئی پر ہم آئندہ بحث کریں گے۔)

حضرت مریمؑ اور مسیحؑ نے عمر بھر اس معجزہ کا ذکر نہیں کیا

یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے عمر بھر خود اس معجزہ کا ذکر نہیں کیا کہ میرا بیٹا بغیر باپ کے پیدا ہوا ہے بلکہ ہمیشہ اسکے خلاف کہا ہے اور مسیح نے خود بطور حجت کبھی اس دلیل کو پیش نہیں کیا کہ میں بغیر باپ کا بیٹا ہوں۔

مسیحیت کے ابتدائی زمانہ میں بغیر باپ پیدائش کا اعتقاد نہ تھا

صدر عیسائیت کی کسی تحریر اور تصنیف میں اس معجزہ کا کہیں ذکر نہیں ملتا اور نہ حواریوں نے دنیا کے سامنے ان نشان کو پیش کیا کہ مسیح کے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کی یہ کتنی بڑی دلیل ہے کہ وہ بغیر باپ کا بیٹا ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پیشتر ایک کتاب شائع ہوئی ہے ”دی اَن ریسٹ اِن ریلیجین (The Unrest in Religion)، اس میں لکھا ہے:

> “It is significant that the theory of the Virgin Birth is not to be found in Mark’s Gospel, nor, so far as we can judge, in any of the main sources on which Matthew and Luke relied. It is not to be found in any authentic document or tradition of the earliest date. It is not to be found in Paul’s Epistles. It is not

to be found in the earliest public preaching of the Gospel, if Peter's addresses are rightly recorded in the Acts. … More significant still, the story of the Virgin Birth is not to be found in the Fourth Gospel…" (*The Unrest in Religion*, by Erasmian, London, George Allen & Unwin, 1944, p. 95)

"یہ بامعنی ہے کہ کنواری سے پیدائش کا نظریہ مرقس کی انجیل میں نہیں پایا جاتا ہے، اور نہ ہی، جہاں تک ہم دیکھ سکتے ہیں، کسی بھی اہم ماخذ میں جس پر متی اور لوقا نے بھروسہ کیا تھا۔ ابتدائی زمانہ عیسائیت میں اس کا کوئی مستند حوالہ اور روایت نہیں ملتی۔ پولوس کے خطوط میں بھی اس کا کہیں ذکر نہیں اور نہ انجیل کی منادی میں اس کا کہیں ذکر ہے۔ اگر پطرس کے خطبات اعمال میں درست نقل کئے گئے ہیں تو کنواری کے ہاں بیٹا پیدا ہونے کی کہانی ان میں بھی نہیں،... اور اس سے بھی زیادہ بامعنی یہ ہے کہ کنواری سے پیدائش کی کہانی چوتھی انجیل (یوحنا) میں بھی نہیں پائی جاتی۔"

کنواری کے بیٹے کا خیال کیسے پیدا ہوا

اناجیل نویسوں کے کان میں جہاں کہیں غلط یا صحیح بھنک پڑی کہ یہود، پارسیوں، مصریوں کے ہاں کسی موعود کے آنے کی پیشگوئی ہے انہوں نے بغیر سوچے سمجھے اسے مسیح پر چسپاں کرنے کی کوشش شروع کردی۔ انہوں نے سنا کہ مسیح "ناصری" کہلائے گا، جھٹ مسیح کے باپ کو اور ماں کو "ناصرة" (Nazareth) نامی فرضی شہر میں جا بسایا۔ یہودی کہتے تھے مسیح بیت اللحم (Bethlehem) میں پیدا ہوگا۔ انجیل نویسوں نے ایک فرضی مردم شماری کا بہانہ بنا کر دونوں کو نام لکھوانے کے لئے بیت اللحم میں بھیج دیا اور مسیح کی پیدائش بیت اللحم

میں بتادی۔ان عقلمندوں کو یہ بات سمجھ میں نہ آئی کہ ایک ہی شخص دو جگہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔انہوں نے سنا مصر میں کوئی موعود کی پیشگوئی ہے، ایک فرضی قصّہ گھڑ کر مسیح کو مصر بھجوادیا۔اصل بات صرف اس قدر تھی کہ خدا نے فرمایا تھا ''میں نے اپنا بیٹا مصر سے بلایا'' (ہوسیع،Hosea, 11:1) یعنی بنی اسرائیل کو جو یوسف کے اقتدار کی وجہ سے مصر میں جا آباد ہوئے تھے،ان کو دوبارہ کنعان میں لا آباد کیا۔ مگر انجیل نویسوں نے یہ پیشگوئی مسیح پر چسپاں کر دی اور اسے فرضی طور پر مصر بھیج دیا۔اسی طرح یسعیاہ (Isaiah) نبی کی کتاب باب 7،آیت 14 ، کا غلط ترجمہ کر کے لکھ دیا کہ ''کنواری حاملہ ہوگی اور ایک بیٹا جنے گی'' بس مسیح کو کنواری کا بیٹا بنادیا۔اگر ناصرۃ مسیح کا آبائی وطن تھا تو مسیح کنواری کا بیٹا کیسے ہوا؟ آبائی وطن اسی لئے ہو سکتا ہے کہ اس کا باپ یوسف ہو اور وہ ناصرۃ کا رہنے والا ہو۔ مسیح اگر بیت اللحم میں پیدا ہوا تو اس کے ماں باپ دونوں اپنا نام لکھوانے وہاں گئے تھے۔اگر خدا نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا تو ماں باپ دونوں بھاگ کر مصر گئے تھے اور وہاں سے واپس آئے تھے۔ مریم اکیلی ہی سب جگہ بھاگی بھاگی نہ پھرتی تھی۔کنواری لڑکی کا کسی مرد کے ساتھ اس طرح دور دراز سفر میں پھرنا، مرد بھی وہ جس کے ساتھ اس کی نسبت ہو چکی تھی اور وہ اس کا شوہر کہلاتا اور خود مریم اسے جناب مسیح کا باپ کہتی تھی، یہ سب معمے اور پہیلیاں ہیں جن کو 1+1+1=1 سمجھ لینے والے پادری ہی سمجھ سکتے ہیں۔ پھر مسیح کا ایک نسب نامہ ہے جو دو انجیل نویسوں متی (Matthew) اور لوقا (Luke) نے بڑی تحقیق اور تلاش کے بعد لکھا ہے۔اگر وہ فی الواقع کنواری کا بیٹا تھا تو اس کا نسب نامہ کہاں سے آگیا؟

اب ہم یسعیاہ باب 7 کی آیت 14 کی تحقیق لکھتے ہیں۔اس کے عبرانی الفاظ ہیں:

''لاکن یتین ادونئ ھولا خیم اوت ہنے ھا عَلمَہ ھارہ ویولیدیت بین وقارات شیمو عمانوایل۔''

''پس خداوند خود تمہیں ایک نشان دے گا۔ سن لوایک جوان عورت حاملہ ہوگی اور ایک بیٹا پیدا کرے گی اوراس کانام عمانویل (Immanuel) پکارے گی۔''

اس میں ایک لفظ عَلمَہ جس کے معنی جوان اور بالغ عورت ہیں مگراس کا ترجمہ یونانی میں ''پارتھنیوس''(parthenos) کر دیا گیا جس کے معنی کنواری ہیں۔ اس غلطی کو اب مسلمہ طورپر قبول کرلیا گیاہے۔ عَلمَہ کے ترجمہ کے لئے کتاب پیدائش (Genesis) 24:43۔ خروج (Exodus) 2:8۔امثال (Proverbs) 30:19 کودیکھو، جہاں یہ لفظ واحد کے صیغہ میں استعمال ہواہےاور زبور (Psalms) 68:25 اور غزل الغزلات (Song of Songs) 1:3 میں عیلموت جمع کے صیغہ میں آیاہے۔سب جگہ اس کے معنی جوان اور بالغ عورت ہیں۔ یہ لفظ عربی لفظ غلامہ سے عبرانی میں گیاہے کیونکہ عبرانی حروف ہجا میں 'غ' نہیں آتااور عربی میں غلام 'جوانمرد'اور غلامہ 'جوان عورت' کے لئے استعمال ہوتاہے۔

محض اس پیشگوئی کی خاطر یہ کنواری کے بیٹے کاڈھونگ رچایاگیا مگر بالآخر پادریوں کواپنی یہ غلطی تسلیم کرنی پڑی۔ باقی پیشگوئی پر بحث کبھی دوسرے موقعہ پر آئے گی۔ یہود نے کبھی اور کسی کتاب میں نہیں لکھاکہ آنے والا مسیح کنواری کابیٹا ہوگا۔چاروں اناجیل میں سے متی اورلوقا نے صرف یہ لکھاہے کہ کنواری حاملہ ہوئی، مرقس اوریوحنامیں کسی جگہ یہ

ذکر نہیں مگر متی اور لوقا نے ہی مسیح کا نسب نامہ بھی لکھا ہے جس سے ظاہر ہے کہ کنواری کے بیٹے سے ان کی مراد پہلوٹھا بیٹا ہے، اور نہ اور کچھ، ورنہ کنواری کے بیٹے کا شجرہ نسب کہاں سے آگیا۔

دونوں اناجیل کے نسب نامہ میں مسیح کے باپ کا نام موجود ہے، بلکہ چاروں اناجیل میں اسے بار بار ابن داؤد، ابن ابراہام اور ابن آدم کہا گیا ہے دیکھو متی(Matthew) 12:23، 15:22، 1:1، 8:20۔اور یوحنا(John) 1:51، وغیرہ وغیرہ۔

متی 12:46 میں لکھا ہے کہ اس کی ماں اور اس کے بھائی باہر کھڑے اس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ جناب مسیح کے بھائی اور بہنیں بھی موجود تھیں۔ حوالہ کے لئے مرقس (Mark)6:3، کو دیکھو۔اس حوالہ میں جناب مسیح کے ہم وطن یہودیوں کی گواہی موجود ہے کہ وہ یوسف نجار کا بیٹا ہے۔اسی طرح لوقا میں ہے:

”اور اس کی ماں نے اس سے کہا: کس لئے تو نے ہم سے ایسا کیا؟ دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے۔“ (لوقا، Luke, 2:48)

ماں کی گواہی سے بڑھ کر اور کس کی گواہی ہو سکتی ہے اور پھر انجیل سے اس کے بعد مریم علیہا السلام سے کوئی نکاح یوسف سے مذکور نہیں حالانکہ ان سے اور بچے بھی پیدا ہوئے۔ تو کیا وہ بھی بغیر نکاح کے ہی پیدا ہو گئے تھے؟ اگر یوسف مریم کا جائز خاوند نہ تھا تو اتنی اولاد کہاں سے پیدا ہو گئی؟

کیا جناب مسیح اور از روئے اناجیل کنواری کا بیٹا ہیں؟

مسیحی حضرات کا یہ کہنا کہ مسیح بن باپ کا بیٹا یا کنواری کا بیٹا ہیں لہذا وہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) سے افضل ہیں، یہ امر سب سے پہلے ہمیں انجیل کے مطالعہ کی دعوت دیتا ہے۔ لوقا کی انجیل باب 2، آیت 1 تا 5، میں ہے:

> ”اور ان دنوں ایسا ہوا کہ قیصر اگسٹس کی طرف سے حکم نکلا کہ ہر بستی کے لوگوں کے نام لکھے جائیں (اور یہ پہلی اسم نویسی تھی جو سوریہ کے حاکم قرینیوس کے حکم سے ہوئی) تب ہر ایک اپنے اپنے شہر کو نام لکھانے کو چلا۔ اور یوسف بھی جلیل کے شہر ناصرہ سے یہودیہ میں داؤد کے شہر کو جو بیت اللحم کہلاتا ہے گیا اس لئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھے کہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھاوے۔“

ان آیات کا استقصا یہ ہے:

1. گورنمنٹِ وقت کی طرف سے مردم شماری کا حکم نکلا۔
2. ہر شخص اپنے شہر میں آکر اپنا اور اپنی بیوی کا نام لکھاوے۔
3. اس علاقہ اور ملک میں یہ سب سے پہلی مردم شماری تھی۔ اس سے پہلے کبھی وہاں مردم شماری نہ ہوئی تھی۔
4. یوسف نام ایک شخص اپنی منگیتر کو جو حاملہ تھی لے کر چلا کہ رجسٹر مردم شماری میں اپنا نام لکھاوے۔

5. چونکہ یہ شخص داؤد کے گھرانے سے تھااور اس لئے وہ داؤد کے شہر بیت اللحم میں نام لکھوانے آیا۔

6. اس کی منگیتر حاملہ تھی جو اس کے ساتھ نام لکھوانے آئی۔

لوقا کی مندرجہ بالا پانچ آیات پر جو اس کی ایک دلچسپ ایجاد اور اختراع ہے "غلطیہاءِ مضامین نہ پوچھ" کی مثل صادق آتی ہے۔

1۔ جناب مسیح کب پیدا ہوئے اس کے متعلق یہ صاحب ہمیں بتاتے ہیں کہ وہ اس سال پیدا ہوئے جب قیصر آگسٹس نے اس سارے علاقہ میں مردم شماری کا حکم دیا اور کائرینیوس یا قرینیوس (Quirinius) ملک شام میں گورنر تھا اور ہیروڈ (Herod) بادشاہ تھا۔ تاریخ کا یہ ایک قطعی فیصلہ ہے کہ ہیروڈ کے زمانہ میں اس قسم کی مردم شماری ہر گز نہیں ہوئی تھی۔

2۔ اور نہ قرینیوس شاہ ہیروڈ کے زمانہ میں گورنر تھا البتہ ہیروڈ کی وفات کے بعد قرینیوس گورنر ہوا تھا۔ ہیروڈ کی زندگی میں قونکٹلوس وارث (Quinctilius Varus) گورنر تھا۔

3۔ جوزیفس (Josephus) جس نے اس وقت کے حالات نہایت تفصیل سے لکھے ہیں اتنے بڑے اہم واقعہ مردم شماری کا کہیں ذکر نہیں کیا کیونکہ یہود کے لئے پہلی مردم شماری نہایت اچنبھا اور بیحد مصیبت کا واقعہ تھا۔

4۔ جودیہ میں یہ مردم شماری سنہ 6-7 عیسوی میں ہوئی ہے۔

5۔ اور یہ مردم شماری بھی جوڈیہ کے محدود علاقہ میں ہوئی تھی۔ تمام ریاستوں یا دوسرے صوبوں سے اسے کوئی واسطہ نہ تھا۔

6۔اس لئے شہر جلیل (Galilee) جو انٹی پاس (Antipas) کے ماتحت تھا وہاں کے باشندوں کو اس حکم سے کوئی تعلق نہ تھا۔

7۔ یہ مردم شماری ہئوس ٹیکس (house tax) لگانے کے لئے تھی۔ لوگوں کا آبائی وطن میں آکر نام لکھوانا اس کا کوئی مقصد نہ تھا اور نہ یہ اس زمانہ میں کسی طرح ممکن تھا کہ دُور دراز شہروں سے آکر بیت اللحم میں نام لکھوائیں۔

8۔ جناب مریم ہر گز داؤد کے خاندان سے نہ تھیں۔ اس پر یہ حکم عاید ہی نہیں ہو سکتا تھا۔

9۔ اگر داؤد کے خاندان سے ہوتی تو بھی عورتوں کا اس قدر دُور آکر نام لکھوانا ایک ظالمانہ حکم ہوتا۔ ایسے موقعہ پر صرف گھر کا بڑا آدمی آکر نام لکھا دیتا تھا۔

10۔ ڈاکٹر فیرر (Farrar) جو ایک کٹر کرسچئن ہیں اور انہوں نے اعتراضات کا جواب دینے کی بے حد کوشش کی ہے، وہ مسیح کی سوانحعمری میں مریم کے یوسف سے ہمسفر ہونے کی ایک عجیب و غریب وجہ لکھتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ مریم کا یوسف کے ساتھ جبکہ وہ حاملہ بھی تھی اس قدر دور کا سفر جبری تھا یا خوشی سے تھا؟ اگر حکومت نے یہ حکم نہیں دیا تھا تو مریم خود حاملہ ہونے کی وجہ سے یوسف کی منگنی میں رہنا چاہتی تھی کیونکہ خاوند کی غیر حاضری میں بچہ پیدا ہو کر اسے بدنامی کا خطرہ تھا۔

ڈاکٹر فیرر کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

> "It appears to be uncertain whether the journey of Mary with her husband was obligatory or voluntary. … But, apart from any legal necessity, it may easily be imagined that at such a moment Mary would desire not to be left alone. The cruel suspicion of which she had been the subject, and which had almost led to the breaking off of her betrothal (Matt. i. 19), would make her cling all the more to the protection of her husband." [3]

ان تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ لوقا کا بیان سراسر غلطیوں سے پُر ہے۔اس کا صرف ایک ہی جواب ہو سکتا ہے کہ لوقا خود یا جس نے اس سے یہ کہانی بیان کی ہے اس نے مسیح کی پیدائش بیت اللحم میں دکھانے کی غرض سے یوسف اور مریم کا مردم شماری کے بہانے سے بیت اللحم میں آنا گھڑ لیا اور ایک غلط تاریخ پیدائش مسیح کی بتادی۔ بادشاہ کا نام غلط، گورنر کا نام غلط، اور بیت اللحم میں دونوں کا آنا ایک فرضی قصہ ہے۔اناجیل نویسوں کی ایسی روایات غلط تسلیم کرنے کی بجائے بعض لوگوں نے فرضی طور پر یہ عذر پیش کردیا کہ قرینیوس دو دفعہ گورنر ہوا ہوگا ایک دس سال پہلے اور دوسرا بعد[4]۔ مگر ایسی تاویلات بعیدہ کا کوئی ثبوت

---

[3] Frederic W. Farrar, *The Life of Christ*, new edition, 1893, Dutton & Co., New York, p. 5, footnote 2.

[4] (حاشیہ از اصل مضمون) قرینیوس: یہ شخص ابتداء میں 12 سال قبل مسیح کونسلر منتخب ہوا۔چند سال بعد یہ ایک اہم مہم پر جنگ کرنے بھیجا گیا۔اس میں اس کی کامیابی کی وجہ سے سنہ 6ء میں اسے شام کا گورنر بنادیا گیا۔اس عہدہ پر وہ چار، پانچ سال متعین رہا۔ معجزات جن کا ظہور پیدائش مسیح سے سمجھا جاتا ہے ان پر تاریخی سند کی رو سے بحث نہیں ہو سکتی مگر یوسف اور مریم کا سفر جوڈیہ کی طرف سے یہ تاریخی تحقیقات کے اندر آتا ہے۔لوقا کے سوا اس مردم شماری کا جو پیدائش مسیح کے وقت ہوئی کوئی ثبوت نہیں ملتا۔وہ مردم شماری جس کا انتظام قرینیوس کے سپرد ہوا مسیح کی پیدائش سے چھ سال بعد ہوئی۔لوقا نے قرینیوس کا نام کہیں سے سن لیا اور اس اہم کام کی شہرت چونکہ عام

تاریخ میں نہیں ملتا۔ یہ ایک لاینحل معمّہ ہے کہ مریم اور یوسف بیت اللحم میں کیوں آئے یا مسیح کے والدین پر کیا مصیبت پڑی تھی کہ وہ اپنا وطن چھوڑ کر چلے آئے؟

اس مردم شماری کے متعلق لوقا کی روایت پر سائیکلوپیڈیا ببلیکا میں لکھا ہے:

> "It is not unnatural to suspect that Luke may have misdated his census." [5]

"یہ شبہ بعید از حقیقت نہیں کہ لوقا نے اس مردم شماری کی تاریخ غلط دی ہے"۔ جس سے نہ صرف یہ ثابت ہے کہ اناجیل ناقابل یقین روایات سے پُر ہیں بلکہ غیر معقول اور تاریخی طور پر غلط ہیں۔

منگیتر کا نام بطور میاں بیوی مردم شماری کے رجسٹر میں کیسے درج ہو سکتا تھا جبکہ وہ خود داؤد کے گھرانے سے نہ تھی۔ یوسف نجار اور حضرت مریم کا یہ طرز عمل کہ وہ قبل نکاح بھی اکٹھے رہتے اور دُور دراز سفر میں شہر بشہر پھرا کرتے تھے نامناسب اور ناقابل قبول ہے۔

منگیتر جس کا ترجمہ انگریزی میں (Espoused) ہے، عبرانی میں یہ لفظ "مے اوریش" ہے۔ لوقا کے سیرین نسخہ میں یہ لفظ موجود نہیں۔ قدیم لاطینی اور سیریا کے اصل نسخہ میں بھی یہ پایا نہیں جاتا بلکہ اس نسخہ میں جو الفاظ ہیں اس کا ترجمہ ہے: "اپنی بیوی مریم

تھی اسی کے ساتھ مسیح کی پیدائش کو منسوب کر دیا۔ چاروں انجیل کے مؤلفین میں سے صرف لوقا کا یہ دعوےٰ ہے کہ اس نے تحقیقات کر کے صحیح صحیح حالات لکھے ہیں (لوقا، 1:1-4) اور لوقا ہی کا یہ حال ہے کہ چند فقروں میں بیسیوں تاریخی غلطیاں ہیں۔

[5] *Encyclopaedia Biblica*, volume 4, 1903, art. Quirinius, p. 3995.

کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھاوے"۔

گریسباخ اور شولز[6] کے نسخہ میں اس کی بجاءِ بیوی (Wife) ہے۔ اگزینڈریہ، لاک مین، نشنڈارف، ٹریگلز اور الفرڈ[7] کے نسخوں میں نہ بیوی کا لفظ ہے نہ منگیتر کا۔ حوالہ کے لئے دیکھو: *Critical Various Readings*, p. 40 ۔

مسیحؑ کے بن باپ نہ ہونے کی ایک اور شہادت

مسیحؑ کے والدین، بچہ ہونے کے بعد کی رسم موسوی شریعت کے مطابق پوری کرنے کے لئے اسے یروشلم میں لائے اور دونوں نے اپنی ناپاکی کا کفارہ دینے کے لئے بچہ کا عقیقہ کبوتری کے دو بچے ذبح کر کے دیا۔ (کبوتری کے بچے اس لئے کہ وہ بہت ہی غریب تھے)۔ یہ روایت لوقا میں یوں مرقوم ہے: "جس وقت ماں باپ اس لڑکے یسوع کو اندر لاتے تھے تاکہ اس کیلئے شرع کے دستور پر عمل کریں"، تو شمعون نامی ایک بڈھے نے مسیح کی بزرگی پر گواہی دی اور اس کے جلال کی پیش خبری کی، "اس کا باپ اور اس کی ماں ان باتوں پر جو اس کے حق میں کہی جاتی تھیں تعجب کرتے تھے۔" (لوقا، 2:25-33)۔

یہ شخص شمعون نام ایک بہت ہی بڈھا شخص بتایا جاتا ہے جو متھیاس حوری کا دادا تھا اور نہایت عابد اور زاہد بتایا گیا ہے جس پر روح القدس اترتی تھی اور وہ یروشلم کی عبادت گاہ کے اندر لوگوں کو برملا مسیح کے آنے کی خوشخبری دیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نہیں مروں گا جب

[6] Johann Jakob Griesbach (d. 1812) and Johann Martin Augustin Scholz (d. 1852).

[7] Alexandrian, Karl Lachman (d. 1851), Constantin von Tischendorf (d. 1874), Samuel Prideaux Tregelles (d. 1875), and Henry Alford (d. 1871).

تک کہ مسیح کی زیارت نہ کرلوں۔

لوقا کی اس کہانی اور پہلے دو بابوں میں مذکورہ بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان اور زمین کے بین نشانات نے، ایران سے چل کر مجوسیوں نے، قیصر اور شمعون کی اس گواہی نے مسیح کی ایک معروف شخصیت کا اعلان کر دیا تھا اور سب لوگوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ مسیح پیدا ہو گیا ہے۔ ایران جیسے دور دراز ملک سے، اور گڈریوں نے فرشتوں کو بلند آواز سے گاتے ہوئے سن لیا کہ مسیح آگیا ہے ۔ ہزاروں اور لاکھوں کی بھیڑ، اسے اندھوں کو آنکھیں دیتے اور کوڑھیوں کو اچھا کرتے، پانی پر چلتے، مردہ جلاتے دیکھتی تھی۔ آپ جانتے ہیں کہ اس وقت اگر کوئی ایسی کرامتیں اور معجزات دکھائے تو عورتوں اور مردوں کا ہجوم رات دن اس کے گرد جمع رہے گا۔ اور وہ شخص ہرگز ہرگز گمنام نہیں رہ سکتا۔ مگر ہمارے تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی کہ متی 16:13-16، مرقس 8:27-30، لوقا 9:18-20، مرقس 3:20-22، یوحنا 7:4، سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اسے نہ جانتا تھا۔ پطرس نے ایک دفعہ چپکے سے کہہ دیا کہ آپ مسیح ہیں تو مسیح نے اسے ڈانٹا خبردار یہ بات کسی سے نہ بتانا۔ لوگ اسے پکڑنا چاہتے تھے مگر بھیڑ میں سے ایسا غائب ہو جاتا تھا کہ کسی کو پتہ نہ چلتا تھا کہ وہ کدھر نکل گیا۔ اس کی گرفتاری کا جب آخری مرتبہ موقعہ آیا تو اس کی نشاندہی اس کے ایک شاگرد نے کی۔ اگر شمعون بڈھا برسوں سے یہ اعلان کر رہا تھا کہ میں نہیں مروں گا جب تک کہ مسیح کو نہ دیکھ لوں اور مسیح کو دیکھتے ہی وہ اسے پہچان گیا اور اس کی تعریف میں گیت گانے لگا تو مسیح نے آخری وقت میں اسی اعلان سے پطرس اور دیگر حواریوں کو کیوں روکا کہ وہ کسی سے نہ کہیں کہ وہ مسیح ہے (متی 16:20، مرقس 8:29-30)۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ اس شمعون سے پیشتر ایسی ہی گواہی مہاتمابدھ کے متعلق ایک بوڑھا بزرگ دے چکا تھا۔[8]

شمعون کی یہ گواہی کتنی ہی وضعی کیوں نہ ہو بہر حال اناجیل میں نقل ہونے کی وجہ سے قابل غور ہے۔اس میں دو دفعہ یوسف اور مریم کو اس بچہ کے ماں باپ کہا گیا ہے۔دونوں ہی بچہ کی پیدائش سے ناپاک ہوگئے تھے۔اگر مسیح بن باپ تھا تو مریم کو یوسف کی بیوی بنانے اور بتانے کی ضرورت کیا تھی۔اگر مسیح بن باپ کا بیٹا تھا اور اس کا یقینی علم ماں باپ دونوں کو تھا اور خدا کا فرشتہ دونوں پر نازل ہو کر روح القدس سے ان کو اس بچہ مسیح کی شان شوکت بتا چکا تھا تو انہیں بڑھے شمعون کی باتوں پر تعجب کیوں ہوا؟ ان کا تعجب کرنا یہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے بچہ کی غیر معمولی پیدائش کے قائل نہ تھے۔ورنہ بن باپ کا بیٹا جاننے پر مسیح کی شان پر وہ تعجب نہ کر سکتے تھے۔رُوح القدس کی گواہی کے بعد والدین کا اس کے جلال کے متعلق شبہ کرنا بعید از قیاس ہے۔

لوقا اول کی آیت 34 میں لکھا ہے کہ مریم علیہا السلام نے فرشتہ کی اس خوشخبری پر شک کیا کہ میرے ہاں بیٹا کیسے ہوگا جس حال میں مرد کو نہیں جانتی۔فرشتہ کی خبر پر شک

---

[8] حاشیہ از مرتب مندرجہ ذیل ہے۔

The First Three Gospels by J. Estlin Carpenter, 3rd edition, 1904, p. 89, 113.

اس کتاب میں عمومی طور پر یہ بھی لکھا ہے کہ ”یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بدھ (Buddha) کی پیدائش کے متعلق جو بعض تفاصیل بیان کی جاتی ہیں ان کی مشابہت عیسیٰ کے ابتدائی بچپن کے واقعات سے ہے۔“

“It is noteworthy also that some of the details which gathered round the birth of the Buddha resemble incidents in the infancy of the Christ.” (p. 112)

کرنا ازروئے کتاب ناجائز ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی سارہ نے فرشتہ کی خبر پر شک کیا تو خدا نے اسے ڈانٹا اور اس سے معذرت کرائی (پیدائش، Genesis,18:11-15)۔ حضرت ذکریا نے بقول انجیل فرشتہ کی خبر پر شک کیا تو بقول انجیل تین روز تک خدا نے اسے گونگا بنا دیا (لوقا،1:20) اگر ذکریا، فرشتہ کی خبر پر شک کر کے سزا پاتا ہے تو مریم علیہا السلام کو خدا کی بات پر یقین نہ کرنے کی سزا کا ذکر ضرور ہونا چاہئے کیونکہ اس نے بن باپ بیٹا ہونے پر شک کیا اور خدا کو اس پر قادر نہ سمجھا۔ اس آیت کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میرے ہاں ایسا عظیم الشان انسان کیسے پیدا ہو سکتا ہے جسے میں نہیں جانتی یعنی میری سمجھ اور عقل سے یہ امر بالاتر ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے حقیقی بھائی

حضرت مسیح علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کے خلاف ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ آپ کے کئی ایک بھائی اور بہنیں بھی تھیں جن کا ذکر اناجیل میں موجود ہے اور ان کے نام بھی مسیحؑ کے ہم شہری لوگوں نے گنوائے ہیں۔ اس بحث پر کئی ایک کتب اور بعض کتابوں کے ابواب لکھے گئے ہیں۔ جو لوگ اس پر بحث کرنے سے کتراتے ہیں انہیں بھی مجبور ہو کر کچھ نہ کچھ لکھنا ہی پڑا ہے۔ ڈاکٹر فیرر (Farrar) جیسے متعصب خیالات کے شخص کو بھی اس کے متعلق اقرار کرنا پڑا ہے کہ اناجیل میں مسیح کے بھائیوں کے نام اُن کے حقیقی بھائیوں کے نام ہیں۔ ان کے اصل الفاظ یہ ہیں:

> “The evidence is so evenly balanced, the difficulties of each opinion are so clear, that to insist very dogmatically on any positive solution of the problem would be uncandid and contentious. Some, in accordance certainly with the *prima facie*

evidence of the Gospels, have accepted the natural supposition that, after the miraculous conception of our Lord, Joseph and Mary lived together in the married state, and that James, and Joses, and Judas, and Simon, with daughters, whose names are not recorded, were subsequently born to them. According to this view, Jesus would be the eldest, and, on the death of Joseph, which, if we may follow tradition, took place when He was nineteen, would assume the natural headship and support of the orphaned family." (p. 69)

"(اس بحث میں کہ مسیح کے اور بھی بھائی تھے یا نہیں۔ ناقل) دونوں اطراف کی شہادت اس قدر متوازی ہے جس سے دونوں پہلوؤں کی مشکلات بالکل ظاہر ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کے حق میں قطعی فیصلہ دینا تعصب اور جنبہ داری کا فعل ہوگا۔ بعض نے انجیل کی ظاہری شہادت کی بناء پر اس قدرتی نتیجہ کو تسلیم کر لیا ہے کہ ہمارے خداوند کی معجزانہ پیدائش کے بعد یوسف اور مریم دونوں نے میاں بیوی کی زندگی اختیار کر لی تھی اور جیمس، جوزز، جوڈس اور شمعون، اپنی کئی ایک بہنوں کے ساتھ جن کے نام نہیں دیئے گئے، یہ سب ان سے یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے تھے۔ اس نظریہ کے مطابق یسوع مسیح دونوں کا پہلوٹھا بیٹا تھا۔ اس لئے یوسف کی وفات کے بعد، جو کہ روایت کے مطابق اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر ۱۹ برس کی تھی، سب سے بڑا ہونے کی وجہ سے سارے کنبہ کا بوجھ آپ ہی کے اوپر آپڑا تھا۔"

اس کے حاشیہ میں ڈاکٹر فیرر نے لائٹ فٹ (Lightfoot) کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس موضوع پر چھوٹی موٹی بحثوں کو چھوڑ کر صرف تین اصولی شقیں قابلِ غور ہیں: ایک

نظریہ ہیلویڈین(Helvidian) کہلاتا ہے یعنی جناب یسوع کے بھائی واقعی یوسف اور مریم کی اولاد تھے،اور دوسرا خیالHieronymian کہلاتا ہے کہ یہ یسوع کے علاوہ باقی سب ان کے بھائی بہن، مریم کی بہن مریم[9] کے بچے اس کے خاوند الفیس(Alphaeus)سے پیدا ہوئے تھے۔ تیسرا نظریہ اپی فینی (Epiphanian) کہلاتا ہے کہ وہ یسوع کے تمام بھائی بہن یوسف کی کسی پہلی بیوی کے بطن سے تھے۔ ان تینوں میں سے سب سے مضبوط نظریہ یہ ہے کہ یہ سب بھائی بہنیں جناب یسوع کے حقیقی بھائی بہنیں تھیں (دیکھو ڈاکٹر فیرر کی لائف اوف کرائسٹ صفحہ 69اور70 کا متن اور حاشیہ)۔

اس پہلے نظریہ کے خلاف ایک دلیل اکثر دی گئی ہے کہ اگر جناب مسیح کے اور بھی حقیقی بھائی بہنیں تھیں تو انہوں نے حادثہ صلیب کے وقت سب بھائیوں کو چھوڑ کر اپنی ماں کو ایک تیسرے شخص یوحنا کے سپرد کیوں کیا(یوحنا 19:26-27)، لیکن یوحنا کا یہ حوالہ ایک خبر احاد ہے۔ باقی تین اناجیل میں سے کسی نے بھی مسیح کی والدہ مریم کا صلیب کی جگہ پر موجود ہونا تسلیم نہیں کیا، مگر دو اناجیل میں "مریم، جیمس اور جوزز کی ماں" کے موجود ہونے کا ذکر ہے۔ حادثہ صلیب کے وقت عورتوں کی موجودگی کا نقشہ یوں معلوم ہوتا ہے۔

- متی 27:56 کے مطابق:

ا۔ مریم میگڈالینی، ۲۔ مریم جیمس اور جوزز کی ماں، ۳۔ زبیدی کے بیٹوں کی ماں۔

- مرقس 15:40کے مطابق:

[9]فوٹ نوٹ از مرتب: بعض کے مطابق جناب مسیح کی والدہ مریم کی ایک بہن تھی جسکا نام بھی مریم تھا اور وہ Mary of Alphaeus یا Mary of Clopas کہلاتی تھیں۔ دیکھو یوحنا 19:25۔

۱۔مریم میگڈالینی، ۲۔مریم جیمس اور جوزز کی ماں۔۳۔ ستومتی (Salome)۔

- لوقا 23:49 کے مطابق: عورتوں کے نام نہیں دیئے۔
- یوحنا 19:25 کے مطابق:

۱۔مریم والدہ یسوع، ۲۔یسوع کی ماں کی بہن، مریم کلوپس کی بیوی، ۳۔مریم میگڈالینی۔

اس نقشہ کی بناء پر کثرت شہادت اس امر پر ہے کہ یا تو مریم، والدہ مسیح، واقعہ صلیب کے وقت موجود نہ تھی، ورنہ وہ وہی مریم تھی جو جوزز، وغیرہ کی ماں تھی۔

دوسرے نظریہ Hieronymian کے لحاظ سے دو سگی بہنوں کا نام مریم تسلیم کرنا پڑتا ہے یعنی مریم والدہ مسیح اور مریم کی بہن کا نام بھی بغیر تخصیص کے مریم ہو۔ دو بہنوں کا نام مریم ہونا یہ ایک غیر معقول بات ہے اور اس کی سند صرف یوحنا کی روایت ہے جس کی تائید دوسری کوئی انجیل نہیں کرتی اور پھر یہ عجیب بات ہے کہ جیمس جوڈس وغیرہ کو ہمیشہ مریم والدہ مسیح کے ساتھ دیکھا گیا کسی جگہ اس مریم کے ساتھ نہیں دیکھا گیا جو اس کی بہن فرض کی گئی ہے۔ دیکھو یوحنا 2:12 اور متی 12:46۔

ان تینوں نظریوں سے پہلے نظریہ کے متعلق ڈاکٹر فیرر نے صاف الفاظ میں لکھا ہے:

> "For undoubtedly the Helvidian view — that they were actual sons of Joseph and Mary — is most in accordance with the simple interpretation of the Gospel narratives. … had the 'brethren' been elder sons of Joseph, Jesus would not have been regarded by any of His followers as legal heir to the throne of David."

''کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہیلویڈین نظریہ، کہ یسوع کے بھائی یوسف اور مریم کے بیٹے تھے، یہ اناجیل کے بیانات کے سیدھے سادھے معنوں کے ساتھ مطابقت رکھتاہے۔ ......اگر یہ بھائی یوسف کے بڑے بیٹے ہوتے تو عیسیٰ کو اسکے ماننے والے اسے تختِ داؤد کا شرعی وارث نہ سمجھتے۔''(صفحہ 70،حاشیہ)

اس کے خلاف یہ کہنا کہ یسوع کے بھائی در حقیقت یوسف کی پہلی بیوی کے بیٹے تھے، اس لئے غلط ہے کہ ایسی صورت میں مسیح ماں باپ کا پہلوٹھا بیٹا نہ ہونے سے ابن داؤد ہونے کی حیثیت کا حق نہیں رکھتا، بلکہ یہ حق یوسف کا کوئی دوسرا بیٹا لیتا ہے۔اور وہی بیٹا شرعاً داؤد کے تخت کا وارث کہلائے گا۔

حضرت مسیحؑ اور سینٹ تھوما دو توام بھائی تھے

مندرجہ بالا صفحات میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام کے والد یوسف اور ماں مریم علیہا السلام سے آپکے اور بھائی بہنیں بھی تھیں۔اس کی گواہی نہ صرف اناجیل کے بیان کردہ واقعات سے ملتی ہے بلکہ ان کے ہم وطن یہود، حواریوں اور ماں کی اپنی گواہی سے بھی ملتی ہے۔

ہر ایک وہ شخص جس نے انجیل پڑھی ہے جانتا ہے کہ جناب مسیح کے چیدہ چیدہ حواری بارہ تھے، گو بارہ کا عدد ایک تمثیلی عدد ہے جو بنی اسرائیل کے بارہ قبائل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔(مکاشفات یوحنا، Revelation of John, 21:12)،یعنی ایک ایک حواری اسرائیل کے ایک قبیلہ کا قائم مقام تھا۔ان میں سے ملک و قوم کی رسم کے مطابق ایک ایک حواری کے دو دو نام ہیں۔ایک نام وہ ہے جو ماں باپ نے رکھا تھا، دوسرا نام وہ ہے جو مسیح نے

خود کسی کو خطاب دیا، یا کسی حواری کے دو نام ایک دوسرے کے معنی کی تائید کرتے ہیں مثلاً شمعون (Simon) پطرس (Peter) کہلاتا ہے۔

دوسری مثال تھوما ڈیڈی موس (Thomas Didymus) ہے۔ تھوما حواری وہی ہے جو تبلیغ کی غرض سے مسیحؑ کے ساتھ ہندوستان آیا اور ایک عرصہ کے بعد تبلیغ کرتے کرتے مدراس [10] میں فوت ہو گیا اور آج اس کے نام پر سکول کالج اور سڑک مدراس میں مشہور ہے اور سمندر کے کنارہ پر اس کا مزار ہے۔ اس تھوما حواری کا ذکر متی 10:3، مرقس 3:18، لوقا 6:15، اور اعمال 1:13، میں موجود ہے۔ انجیل یوحنا میں اس کا نام سات بار آیا ہے۔ اس میں سے تین مرتبہ یہ لکھا ہے ''تھوما'' جو ''ڈیڈیموس'' کہلاتا ہے [11]۔ یہ مرکب نام یوحنا سے بعض دوسری اناجیل کے یونانی اور لاطینی نسخوں میں بھی نقل ہوا ہے۔ یونانی میں پہلا نام تھوماس اور لاطینی میں تھومس اور بعض میں ٹومس ہے۔ سیرین زبان میں یہ تھوما ہے، نسطورین تلفظ ''تھی آوما'' ہے۔ سریانی زبان میں توام (یعنی جوڑواں بھائی) کے لئے لفظ 'تہاما' ہے اور نسطورین تلفظ تھیاما ہے۔ مگر اس کی سامی شکل یا تلفظ نہایت مختلف ہے۔ عبرانی میں ''تی اوم'' ہے جس کی عربی شکل توام ہے۔ اسے انجیل میں ''تھوما'' لکھا ہے اور وہ یہودا جیمس کہلاتا تھا جیمس کا بھائی یہودا (لوقا 6:16، اور اعمال 1:13) [12]

---

[10] حاشیہ از مرتب: مدراس کا نام اب Chennai ہے۔

[11] یوحنا، 11:16; 14:5; 20:24, 26, 27, 28; 21:2

[12] حاشیہ از مرتب: بائیبل کے مشہور انگریزی ترجمہ King James میں ہے ''یہودا، جیمس کا بھائی''، اور اسی طرح بعض دیگر انگریزی تراجم میں۔ مگر متعدد دیئے ترجموں میں ہے: ''یہودا، جیمس کا بیٹا''۔ جس یونانی عبارت سے یہ تمام تراجم کئے گئے ہیں، اسکا معنی بھائی یا بیٹا دونوں ہو سکتے ہیں۔

جو یوسف کا بیٹا تھا۔اس کے متعلق سائیکلوپیڈیا بلیکا میں لکھا ہے:

> "… it is apparent that Thomas was identified at a very early date with 'Judas of James' in the lists of Luke 6 and Acts 1. … This 'Judas of James' has been identified further with Judas (or Jade) the son of Joseph, the brother of Jesus, and thus Thomas has been made brother of Jesus himself." (vol. 4, column 5058)

"......ظاہر ہوتا ہے کہ ٹامس بہت ابتدائی زمانہ سے وہی شخص سمجھا گیا جو لوقا 6 اور اعمال 1 میں یہودا جیمس تھا...... یہ یہودا جیمس مزید یہودا، یوسف کا بیٹا، بھی کہلاتا ہے جو یسوع کا بھائی تھا، اور یوں یہ ٹامس خود یسوع کا حقیقی بھائی بنایا گیا ہے۔"

یہ دونوں بھائی یسوع اور تھوما، ماں کے پیٹ میں توام بھائی تھے۔اور اکٹھے پیدا ہوئے تھے۔تمام حواریوں میں سے مسیحؑ کو اس کے ساتھ طبعی محبت تھی۔چنانچہ انجیل میں اس کی بابت یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ان کے ساتھ اپنی جان دینے کو بھی تیار ہو گیا تھا(یوحنا 11:16)[13]۔حادثہ صلیب کے بعد بھی یہ تھوما ہی تھا جو مسیح کا ساتھی تھا اور مسیح نے اس کی انگلی پکڑ کر اپنے زخموں میں ڈالی اور اسے اپنے وہی مسیح ہونے کا یقین دلایا(یوحنا، 20:27)۔اسی شخص کا نام یونانی میں ڈیڈیموس یعنی twin، جوڑا بھائی، بھی ہے اور یہی شخص تھا جس نے

[13] حاشیہ از مرتب: جان گل کی 'بائیبل کی تشریح' (*Exposition of the Bible* by John Gill) میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ ٹامس اسکا عبرانی نام تھا اور ڈیڈیموس اسکا یونانی نام تھا، اور دونوں کے معنی twin یعنی جوڑواں بھائی ہیں۔مزید یہ لکھا ہے کہ ٹامس اور باقی حواریوں نے سمجھا کہ اگر مسیح جودیہ (Judea) واپس گیا تو اسے جان کا خطرہ درپیش ہوگا، اس لئے ٹامس نے باقی حواریوں کو تحریک کی کہ مسیح کے ساتھ جائیں اور اکٹھے مریں، کیونکہ اگر مسیح ان سے لے لیا گیا تو ان کے پاس کچھ نہ رہے گا۔

ان کے ہمراہ فلسطین سے ہندوستان تک سفر کیااور مدراس آکر بڑے زور سے تبلیغ کرتاہوا شہید ہوگیااور اپنے دین کی خاطر اپنی جان قربان کردی۔

اس کے نام پر اس کے اعمال (Acta Thomae) کے نام سے مشہور ہیں اور صدر اولی میں گرجوں کے اندر ایک مستند صحیفہ کے طورپر تلاوت کئے جاتے تھے اور شامی گرجوں میں اب بھی پڑھے جاتے ہیں۔ یہ دوسری صدی مسیحی کی ابتداء میں ہی لکھے گئے۔ ان کا مؤلف لیوشیس (Leucius) اور اس کی بناء وہ خطوط ہیں جو ٹامس نے خود لکھے تھے اور جنوبی ہند کے سفیر کی معرفت بھیجے تھے۔ ٹشنڈارف (Tischendorf) نے انہیں 1851ء میں شائع کیاہے۔ رومن کلیسانے اسے اس لئے ردّ کردیاہے کہ ان میں کنواری کے بیٹے کی پیدائش اور مسیح کے ابن اللہ ہونے کاانکار ہے اور مسیح کے راولپنڈی کے قریب ٹیکسلا کے مقام پر موجود ہونے کااقرار ہے اوریہی وجہ ٹامس کے مسیح کا حقیقی بھائی بلکہ توام بھائی ہونے سے انکار کی ہوئی ہے حالانکہ انہی اعمال میں تہوما کے مسیح کا حقیقی بھائی ہونے کاذکر موجود ہے (دیکھو Thilo, Acta Thomae, p. 94)۔

مسیح یاکسی شخص کے بن باپ یاباپ ہونے کی گواہی صرف دواشخاص کی ہوسکتی ہے، ایک ماں اور دوسرے ماں جایااور توام بھائی۔ مسیح کے بارہ میں یہ گواہی اپنے کمال کو پہنچ گئی ہے کہ ان کی ماں کے یوسف سے اور بھی بھائی اور بہنیں تھیں اور انہی میں سے ایک حقیقی اور توام بھائی تھاجو اپنے بھائی کی بن باپ پیدائش اور ابن اللہ ہونے کامنکر تھا۔

یسوع کی بن باپ پیدائش کا خلاصہ

1. کنواری کا بیٹا یا بن باپ بیٹا ہونے پر مسیح کی اپنی کوئی شہادت نہیں۔
2. صدر اولی عیسویت کی تاریخ میں حواریوں نے کبھی اس اعجاز کو بطور دلیل پیش نہیں کیا۔
3. یوحنا کی انجیل میں بن باپ پیدا ہونے کا ذکر نہیں۔
4. متی اور لوقا کا بیان ایک دوسرے کے خلاف ہے کہ صرف روح القدس سے پیدا ہونے کی بشارت ماں کو ملی تھی یا باپ کو۔
5. یسعیاہ نبی کی پیشگوئی جسے پورا کرنے کے لئے یہ قصہ گھڑا گیا اس میں کنواری کے حاملہ ہونے کا ذکر نہیں ہے۔
6. لفظ عَلمَہ، جو اس میں عورت کے لئے آیا ہے، اس کے معنی ہرگز ہرگز "کنواری" نہیں بلکہ جوان عورت ہیں۔
7. جس کا باپ نہیں اس کا نسب نامہ کہاں سے آ گیا۔ مگر مسیح کا نسب نامہ متی اور لوقا دونوں میں موجود ہے۔
8. مسیح کو اناجیل میں ابن ابراہام، ابن داؤد، بار بار کہا گیا ہے۔
9. مسیح کی حواریوں اور ان کے ہم وطن لوگوں کی شہادت موجود ہے کہ مسیح کے اور بھائی بہنیں تھیں۔
10. مسیح کے کنبہ اور شہر اور یہود کی گواہی موجود ہے کہ وہ یوسف نجار کا بیٹا ہے۔
11. ماں مریم کی گواہی ہے کہ یوسف مسیح کا باپ ہے۔

12. جناب مسیحؑ بلوغت تک اپنے والدین کا پیشہ اختیار کئے رہے۔

13. مسیح کی پیدائش سے عام لوگوں کی طرح ماں باپ دونوں ناپاک ہوگئے اور عقیقہ کرکے پاک ہوئے۔

14. کیا مریمؑ عمر بھر یوسف کی منگیتر رہیں یا کبھی نکاح میں بھی آئیں؟

15. اناجیل نویسوں نے مریم کو یوسف کی بیوی کیوں لکھا؟

16. بڈھے شمعون کی گواہی پر مسیح کے ماں باپ نے تعجب کیوں کیا؟

17. کیا مریمؑ کو خدا کی خبر دہی پر کہ اس کے ہاں بیٹا ہوگا کوئی شک ہوا؟

18. کیا تاریخ کے کسی حوالہ سے ثابت ہے کہ مریم کسی وقت صرف منگیتر نہیں رہی بلکہ منکوحہ ہوگئی؟

19. از روئے دستور منگیتر ایک سال کے بعد خود بخود بیوی بن جاتی تھی، تو وہ مقدس کنواری کیسے رہی؟

20. کیا اپنی منگیتر کو سال ہا سال تک بغیر نکاح سفر اور حضر میں ساتھ رکھنا اور اس سے دوسری اولاد لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہونا جائز ہے؟

21. جب مسیح کا بن باپ پیدا ہونا پوشیدہ راز ہے اور یوسف کو یہ راز فاش کرنا منع ہے تو یہ ابن اللہ ہونے کی دلیل کیسے ہو سکتا ہے؟

22. خداوند عالم کو اگر اپنا بیٹا پیدا کرنا مقصود تھا تو کسی کی منگیتر اس کے لئے منتخب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

23. روح القدس اپنا سایہ ڈالنے کیلئے اور خدا کی قدرت اپنے ظہور کے لئے اس کی منتظر کیوں رہی کہ پہلے مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو جائے؟

24. مریم نے جب اس قدر عظیم الشان معجزہ دیکھا تو کیا کبھی انہوں نے اپنی زندگی میں اس کی شہادت دی؟

25. اگر مسیح کے بھائی اور بہنیں یوسف کی پہلی بیوی سے تھیں تو مسیح پہلوٹھا بیٹا نہ رہا۔

26. دراصل کنواری کے بیٹے کا محاورہ پہلوٹھی کے بیٹے کا مترادف ہے۔

27. سینٹ تھوما جو مسیحؑ کے حقیقی اور توام بھائی تھے ان سے بڑھ کر مسیح کے حق میں کس کی گواہی ہو سکتی ہے۔ ان کا عقیدہ ہر گز یہ نہ تھا کہ مسیح کی پیدائش بن باپ ہوئی ہے، یا وہ کسی انسان کا نہیں بلکہ خدا کا بیٹا ہے، ورنہ وہ خود بھی اس میں برابر کا شریک ہو جاتا۔

— از رسالہ 'روحِ اسلام'، لاہور۔ قسط اول: مارچ 1956، صفحہ 45تا55، قسط دوم: اپریل و مئی 1956، صفحہ 68تا 80۔

نوٹ از مرتب ڈاکٹر زاہد عزیز (U.K.): یہ ایک لمبے مضمون بعنوان 'سٹیٹسن یونیورسٹی فلوریڈا (امریکہ) سے آمدہ ایک خط اور اُس کا جواب' کا حصہ ہے۔ جیسا کہ 'روحِ اسلام' میں مکمل مضمون کے شروع میں درج ہے، مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کو اس یونیورسٹی کی ایک طالبہ، جن کے آپ خالو تھے، ان سے خط موصول ہوا جس میں اسلام کے متعلق بعض سوالات کے جواب کی درخواست کی گئی تھی۔ یہ طالبہ محترم ملک الٰہی بخش صاحب، راولپنڈی، کی بیٹی جہان آراء تھیں جو اُن دنوں امریکہ میں Ph.D. جغرافیہ کی ڈگری کر رہی تھیں۔

موجودہ شکل میں مضمون کے اس حصہ کی اشاعت دسمبر 2023 ہو رہی ہے۔ اس میں حوالات کی تصدیق اور، جہاں ضرورت تھی، تصحیح کی گئی ہے۔ اسکی افادیت بڑھانے کے لئے مرتب زاہد عزیز نے بعض حاشیوں (فٹ نوٹ) اور ایک ضمیمہ کا اضافہ کیا ہے۔

ضمیمہ مندرجہ بالا مضمون،از مرتب زاہد عزیز

The Acts of Thomas (اعمال تھوما)

Thilo کی جس کتاب کا مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے حوالہ دیا ہے، اسکی مزید تفصیلات ہم ذیل میں دیتے ہیں۔

عنوان: *Acta S. Thomae Apostoli*

پیش کردہ: Joannes Carolus Thilo (1794-1853)

تاریخ اشاعت: 1823

یہ کتاب Google Books میں مکمل طور پر مفت بطور pdf دستیاب ہے۔ اسکا نیا پرنٹ حال ہی میں، 2023 میں، دہلی میں شائع ہوا ہے۔

Thilo کی کتاب میں لکھا ہے کہ "ٹامس وہی یہودا تھا جس کو انجیل متی، 13:55 میں عیسیٰ کا بھائی کہا گیا ہے" (صفحات 95-94)۔

اس اعمال نامہ کا ایک انگریزی ترجمہ کتاب *The Apocryphal New Testament*، از M.R. James، شائع شدہ Oxford, 1924، میں صفحات 364 تا 438، پر پایا جاتا ہے۔ یہ ترجمہ یونانی زبان سے کیا گیا تھا۔

M.R. James کے ترجمہ میں ذکر ہے کہ شیطان نے سانپ کی شکل میں ٹامس سے گفتگو کی اور اسے کہا: "for I know that thou art the twin brother of the Christ"، یعنی "میں جانتا ہوں کہ تو عیسیٰ کا جوڑواں بھائی ہے" (باب 31،

صفحہ 379)۔ آگے چل کر ذکر ہے کہ ایک گدھا کا بچہ خدا تعالیٰ کی قدرت سے ایک مجمع کے سامنے ٹامس سے خطاب کر کے اسے کہنے لگا: "Thou twin of Christ"، یعنی "تو جو عیسیٰ کا جوڑواں بھائی ہے" (باب 39، صفحہ 383)۔

اعمال تھوما کا ایک انگریزی ترجمہ جو Dr A.F.J. Klijn نے سریانی زبان (Syriac) سے کیا وہ کتابی شکل میں بعنوان *The Acts of Thomas: Introduction — Text — Commentary*، 1962 میں ہالینڈ سے E.J. Brill, Leiden نے شائع کیا۔ اس کتاب کا ایڈیشن دوم، ترمیم شدہ، اسی ناشر نے 2003 میں شائع کیا۔ اس کتاب میں گدھے کے بچے والا قصہ اول ایڈیشن صفحہ 85 اور دوم ایڈیشن صفحہ 108 میں درج ہے، اور الفاظ ہیں: "Twin of the Messiah"۔

شائع کردہ دسمبر 2023

Ahmadiyya Anjuman Lahore Publications, UK
15 Stanley Avenue, Wembley, UK, HA0 4JQ

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تحریرات، کام اور زندگی کے لئے دیکھیں:

www.abdulhaq.info